Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۲
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹/۷۴ | منگل ۳۰ رجمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ ۰۱۰ صلح ۱۳۶۸ہش ۰۱۰ جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۹

اخبارِ احمدیہ

حضور ایدہ اللہ کی طرف سے نئے سال کی مبارکباد

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۹ء کے پہلے جمعۃ المبارک کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

"میں تمام دنیا کی جماعتوں کے تمام احباب اور خواتین اور بچوں کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں"

خطبہ جمعہ

اعمالِ صالحہ کی کشتی میں سوار ہوئے بغیر تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں

یہ اقرار کہ ہم احمدی ہیں ہرگز کافی نہیں

جماعتوں کو چاہیئے کہ بدیوں پر مسلسل کڑی نظر رکھنے والا مستقل نظام بنائیں

دنیا میں تمام بدیاں نیتوں کے فساد سے پھیلتی ہیں

جماعتیں اور ذیلی تنظیمیں نیتوں کی خرابی کے بارے میں احباب جماعت کو آگاہ کرنے کیلئے پروگرام بنائیں

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ

فرمودہ: ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۸ء بمقام: بیت الفضل لندن

طوفانِ نوح کا ذکر

سورہ ھود رکوع

"(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)۔ کہ یہاں تک کہ جب ہمارے عذاب کا حکم آجائے اور چشمے پھوٹ پڑیں تو ہم کہیں گے .... کہ تو ہر قسم کے جوڑے جانوروں میں سے اپنے ساتھ لے اور اپنے خاندان کے افراد کو بھی سوائے ان کے جن کے متعلق خدا تعالیٰ کی تقدیر پہلے سے ظاہر فرما دی گئی ہے .... اور ان کو بھی ساتھ لے لے جو تجھ پر ایمان لائے ہیں........ لیکن افسوس کہ بہت کم تھے ایسے جو حضرت نوحؑ پر ایمان لائے تھے .... چنانچہ جب وہ طوفان آگیا تو اُس نے یعنی حضرت نوحؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اس میں سوار ہو جاؤ .... اللہ ہی کے حکم کیساتھ اللہ ہی کے نام کیساتھ اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے .... میرا ربّ بہت بخشش کرنیوالا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے .... وہ اُن کے درمیان ان کو لیکر چلتی تھی ایسی موجوں کے درمیان جو پہاڑوں کی طرح تھیں یا ایسی موج کے درمیان جو پہاڑ کی طرح تھی .... اُس وقت حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو جو ایک گھاٹی میں تھا پکارا کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا ...... اور کافروں میں سے نہ ہو...

... اُسنے جواب دیا کہ میں ایک پہاڑ کی طرف پناہ لوں گا جو مجھے ان پہاڑ جیسی موجوں سے بچالے گا لفظاً فرمایا گیا ہے ..... مجھے پانی سے بچالیگا۔ اس کو میں نے پہاڑ جیسی موجوں سے بچالیگا اس لیے کہا ہے کہ اس سے پہلے (اللہ تعالیٰ) فرما چکا ہے کہ ایسی موجوں کے درمیان کشتی چل رہی تھی کہ جو پہاڑ کی طرح تھیں اور یہ موازنہ فرمایا گیا ہے کہ ایک طرف ایک ایسی کشتی میں کچھ سوار تھے کہ جن کو پہاڑ کی طرح موجوں سے خطرہ لاحق تھا۔ دوسری

پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دار النصر غربی ربوہ سے شائع کیا قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

طرف ایک ایسا شخص تھا جو ان موجوں کے مقابل پر واقعتاً خشکی کے پہاڑ میں پناہ ڈھونڈ رہا تھا۔ لیکن کیا ہوا جب حضرت نوحؑ نے یہ جواب سنا تو فرمایا ...... خدا کے حکم سے کوئی چیز آج بچا نہیں سکتی .... اور ان دونوں کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ .... غرق ہونیوالوں میں سے ہو گیا۔

سیلاب کے ذکر کا مقصد

(جو کچھ میں نے پڑھا ہے) میں نے آج ایک خاص مقصد سے (پڑھا ہے)۔ اس مقصد کا جہاں تک تعلق ہے بظاہر میں سیلاب کا ذکر کروں گا جس کا تذکرہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہے جو مغربی پاکستان میں اور سابقہ مشرقی پاکستان میں یعنی بنگلہ دیش میں پچھلے دنوں آیا اور اُس نے بہت بڑی تباہی پھیلائی۔ جہاں تک سیلاب کی تباہ کاریوں کا تعلق ہے دونوں جگہ کے موسمیات کے ماہرین کی رائے یہ ہے کہ ایسا سیلاب گزشتہ سو سال یا بعض نے یہاں تک کہا کہ تین سو سال کی تاریخ میں بھی معلوم نہیں اور جو ذکر بھی سیلابوں کا ملتا ہے اتنا خوفناک سیلاب کبھی اس سے پہلے نہیں آیا۔ لیکن اس وقت میرا موضوع یہ سیلاب نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے پہلے فقرے میں یہ کہا کہ بظاہر میرے مضمون کا تعلق اس سیلاب سے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے سیلاب آتے بھی ہیں اور چلے بھی جاتے ہیں لیکن یہ سیلاب بعض علامتیں ہیں اور بعض امور کی طرف متوجہ کرنے کیلئے آیا کرتے ہیں۔ (ایمان لانے والے۔ ناقل) کا کام ہے کہ جس طرف انگلی اشارہ کر رہی ہو اس طرف دیکھے اور محض انگلی پر نظر جما کر نہ بیٹھ جائے۔ غالب نے خوب کہا ہے

؎ قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل
کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہ ہوا

اس لئے جن کی نگاہیں سیلاب تک آ کر ٹھہر گئی ہیں وہ بچوں کا کھیل کھیل رہے ہیں امر واقعہ یہ ہے کہ ان سیلابوں کا خصوصاً ان سیلابوں کا جو محض حادثاتی عوامل کا نتیجہ نہ ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کی غضب کی تقدیر کو ظاہر کرنے والے ہوں ایک پس منظر ہوا کرتا ہے اور اس پس منظر میں آپ کو گناہوں کا ایک سیلاب دکھائی دے گا پس خدا کی تقدیر جو کبھی ظلم نہیں کرتی دراصل اس سیلاب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ایسی ظاہری آفات کو پیدا کرنے کے سامان فرمایا کرتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور مبارک سے پہلے بھی ایک ایسا ہی گناہوں اور معاصی کا طوفان برپا تھا جس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا یہ ایک ایسا معاصی کا سیلاب ہے جس نے تری ہی کو نہیں خشکی کو بھی ڈھانپ لیا ہے یعنی وہ علاقے جو پانی والے علاقے کہلاتے ہیں صرف ان ہی پر اس ظلم نے قبضہ نہیں کیا بلکہ دنیا کے ہر خطے پر یہ ظلم غالب آ چکا ہے۔ پس امر واقعہ یہ ہے کہ (ایمان لانے والے ناقل) کا کام ہے فراست سے خدا تعالیٰ کے اشاروں کو سمجھے اور ان امور کی طرف متوجہ ہو جن کی طرف خدا تعالیٰ کی انگلی یا اس کی تقدیر کی انگلی اشارہ کرتی ہے

بڑی تیزی سے بڑھنے والی ایک وبا

مسلمان ممالک میں خصوصیت کیساتھ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں ایک وبا بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور وہ ہے تصور یعنی نظریہ اور عمل کا تضاد۔ اور دن بدن ہم دیکھ رہے ہیں کہ تصور اور سمت میں رواں ہے اور عمل اور سمت میں رواں ہے اور ان دونوں کے درمیان فاصلے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ جتنا زیادہ اسلام کو زندہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور اسلام کا نام بلند کیا جا رہا ہے اتنا ہی زیادہ مسلمانوں کا عمل تنزل پذیر ہے اور ہر جگہ جرم بڑھتا چلا جا رہا ہے اور پھیلتا چلا جا رہا ہے اور واقعتاً ایک ایسے سیلاب کی شکل اختیار کر چکا ہے جس میں تمام کی تمام قوم غرق ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ جو حالات ہیں وہ حد سے زیادہ قابل فکر ہیں۔ ہر قسم کے جرائم دن بدن ترویج پا رہے ہیں۔ خلاصتہً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جان کی وہاں کوئی حرمت نہیں رہی، مال کی کوئی حرمت نہیں رہی، عزت کی کوئی حرمت نہیں رہی اور حرام اور حلال کی کوئی تمیز نہیں رہی اور وہ ساری بدیاں جو بڑی بڑی طاقتور قوموں کو بھی ہلاکت کے گڑھے تک پہنچا دیا کرتی ہیں وہ اپنا سر اٹھا رہی ہیں اور معاشرے کو دن بدن مغلوب کرتی چلی جا رہی ہیں اس وقت میں محض یہ کہنے کے لئے آج یہاں کھڑا نہیں ہوا کہ پاکستان میں عمومی طور پر کیا ہو رہا ہے بلکہ اس سے بھی پرے میرا مضمون ہے جس کا میں اب ذکر کرنے لگا ہوں۔

نزول آفات کے ضمن میں قابل فکر بات

واقعہ یہ ہے کہ جب موسم ٹھنڈا ہو تو بند کمروں میں بھی اس موسم کا اثر پہنچ جایا کرتا ہے۔ اسی طرح جب موسم گرم ہو تو بند کمروں میں بھی اس موسم کا اثر پہنچ جایا کرتا ہے۔ جب سمندروں کے پانی چڑھتے ہیں تو جزائر کو بھی غرق کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے ایسے موقع پر سب سے زیادہ قابل فکر بات یہ دکھائی دیتی ہے کہ جماعت احمدیہ جو اس سیلاب میں ایک جزیرے کی حیثیت رکھتی ہے اُس نے اپنے دفاع کے لئے اور اپنے آپ کو ایسے فتنوں سے بچانے کے لئے کیا کارروائی کی ہے اور کیا باشعور طور پر ہر جگہ جماعت احمدیہ اس سیلاب سے بچنے کے لئے کوئی کوشش کر رہی ہے یا نہیں کر رہی؟ حضرت اقدس (بانی سلسلہ۔ ناقل) کو جس طوفان (..... کی خبر دی گئی تھی اس طوفان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) بات دنیاوی سیلابوں سے ہی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ بڑے بڑے طوفان آئیں گے بڑے بڑے سیلاب آئیں گے لیکن جب ان سے بچنے کی باتیں فرماتے ہیں تو کشتی نوح کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے اس میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ اس قسم کے جہاز بنانا اس قسم کی کشتیاں بنانا اس طرح اپنے مکان خشکیوں میں اونچے ٹیلوں پر تعمیر کرنا بلکہ ان دنیاوی ذرائع میں سے کسی کا کوئی ذکر نہیں ملتا، تمام باتیں وہ ہیں جن کا دین اور اخلاق کی درستی سے تعلق ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ..... نے جو کشتی نوح کا نچوڑ ہماری تعلیم کے عنوان سے پیش کیا ہے اس کو پڑھ کر آپ دیکھ لیں۔ بات سیلاب کی چلتی ہے کہ اس سیلاب سے تم نے بچنا ہے اور ذرائع یہ بیان کئے جاتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولو، بدی نہ کرو، کسی بھائی پر ظلم نہ کرو، تکبر نہ کرو، غرضیکہ تمام کی تمام تعلیم دینی ہے۔ اس کو روحانی بصیرت کہتے ہیں۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ۔ ناقل) چونکہ خدا شناس تھے اور خدا تعالیٰ کے اشاروں کو اپنے زمانے میں سب سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے اس لئے آپ نے سیلاب کے خطرات کے وقت بچنے کے وہ طریق بتائے جو دراصل سیلاب کے پس منظر سے بچنے کے طریق ہیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایسے/ سیلاب کیوں آتے ہیں جو خدا کے غضب کو ظاہر کرتے ہیں اس طرف آپ کی نظر گئی اور اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ ان آفتوں سے بچنے کے لئے اپنے دل کی اپنے نفس کی آفتوں سے بچاؤ کے سامان پیدا کرو۔

پس یہ کہنا کہ پاکستان میں تباہ کاری ہے یعنی اخلاقی لحاظ سے، یا بنگلہ دیش میں ہے یا ہندوستان میں ہے یا بعض دیگر مسلمان ملکوں میں بدقسمتی سے ایسی آفتیں ہیں یہ کہنا ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا جبتک ہم اپنے آپ کو اس کشتی میں سوار نہ پائیں جو ان آفتوں سے بچانے کے لئے اس زمانے میں حضرت اقدس (بانی سلسلہ۔ ناقل) نے قائم فرمائی تھی۔ اس لئے مختصراً میں ان آفتوں کا ذکر کرتا ہوں جو اس وقت کثرت کے ساتھ بالخصوص پاکستان میں پھیل رہی ہیں اور جماعت کو متوجہ کرتا ہوں کہ ان آفات سے بچنے کا فکر کریں۔

اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو .... یہ صاف مطلع کر رہی ہیں کہ پھر خدا کی پکڑ سے ایسے لوگوں کو کوئی چیز بچا نہیں سکے گی۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کے بیٹے کو ایک تمثیل کے طور پر پیش فرمایا گیا ہے یہ مطلب نہیں کہ صرف حضرت نوحؑ کے بیٹے تھے جو اُس زمانے میں حضرت نوحؑ سے بنیادی اختلاف رکھتے ہوئے قوم میں پیدا ہونے والی بدیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ قرآن کریم تو صاف بتا رہا ہے کہ حضرت نوحؑ پر تو بہت تھوڑے ایمان لائے پھر حضرت نوحؑ کے بیٹے کو نمایاں طور پر امتیازی طور پر کیوں پیش کیا گیا، ...... حضرت نوحؑ کی بدنامی تو مقصود نہیں تھی، یہ کہنا تو مقصود نہیں تھا کہ حضرت نوحؑ اپنی اولاد کی بھی تربیت نہیں کر سکے کیونکہ حضرت نوحؑ اور چندان لوگوں کی خاطر جو آپ پر ایمان لائے تھے باقی ساری قوم کو غرق کر دیا گیا تھا۔ اس لئے حضرت نوحؑ کے بیٹے کو نمایاں طور پر پیش فرمانا ایک پیغام رکھتا ہے ایک مقصد رکھتا ہے اور مراد یہی ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکے اس وقت کوئی دنیاوی اور جسمانی تعلق انسان کو بچا نہیں سکتا۔ ایک ہی کشتی ہے جو ایسے موقعہ پر انسان کو بچا سکتی ہے اور وہ اعمال صالحہ کی کشتی ہے۔ چنانچہ جب حضرت نوحؑ نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا یہ تو میرا اہل ہے اور میرے اہل کے متعلق تو تُو نے خوشخبری دی تھی کہ تیرے اہل کو بچایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوحؑ جاہلوں میں سے مت ہو........ تیرا یہ بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں ہے اس لئے نہیں ہے .... کہ یہ صالح اعمال نہیں رکھتا۔ پس حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) نے بھی جو کشتیٔ نوح اس زمانے میں پیش فرمائی ہے وہ اعمال صالحہ ہی کی کشتی ہے۔ اس لئے جماعت کا وہ حصہ جو اپنی کمزوریوں پر اصرار کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے غضب کو ظاہر ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود جرأت کرتا ہے اور اپنے حال پر قائم رہتا ہے اس کے متعلق نہ صرف یہ کہ کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی بلکہ یہ ...... بتا رہی ہے کہ وہ خدا جس نے اپنے پیارے نوحؑ کے بیٹے کو بھی ایسے وقت میں استثنائی طور پر معاف نہیں فرمایا تم جو نسبتاً ادنیٰ درجہ کے لوگ ہو اور خدا کے کم پیاروں کی اولاد ہو تمہارے تحفظ کی بھی ہرگز کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی ...... مراد وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ اپنے غضب کے ساتھ ظاہر ہوا کرتا ہے عام دنوں میں خدا تعالیٰ کی بخشش کا مضمون اور رنگ میں چلتا اور کارفرما ہوتا ہے، عام دنوں میں خدا تعالیٰ کی ستاری کا مضمون اور طرز پر چلتا ہے اور رنگ میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی بخشش اور ستاری اور خدا تعالیٰ کی مغفرت اتنی وسیع ہیں کہ انسان ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ دن جبکہ خدا نافرمانوں کی پکڑ کے فیصلے کرتا ہے اور ان کے متعلق تعزیری کارروائی شروع کر دیتا ہے وہ دن نہایت خطرناک دن ہے اور قرآن کریم ...... ہمیں متنبہ (کرتا ہے) کہ ایسے دنوں میں جرأت نہ کرنا ورنہ بعید نہیں کہ خدا تعالیٰ کی ستاری کی چادر تم سے کھینچ لی جائے اور تمہیں بھی انہیں سزاؤں کا سزاوار قرار دیا جائے جو خدا تعالیٰ کے پیاروں کے معاندین کی سزائیں ہوا کرتی ہیں۔

ایک جاہلانہ تصور اور اس کا ردّ

پس اس تنبیہہ کے ساتھ اس تمہید کے ساتھ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ خیال کر لینا کہ جماعت احمدیہ کی چار دیواری میں بالعموم داخل ہو جانا یعنی اقرار کر لینا کہ ہم احمدی ہیں ہرگز کافی نہیں ہے۔ اور یہ خیال کر لینا کہ جماعت احمدیہ ان تمام بدیوں سے پاک ہے جو بدیاں اردگرد کے ماحول میں کثرت سے ملتی ہیں یہ بھی ایک جاہلانہ تصور ہے۔ ناممکن ہے کہ ماحول سرد ہو اور کسی کمرے میں کلیتہً اس سردی کا اثر نہ پہنچے۔ جتنا ماحول سرد ہوتا چلا جائے گا اتنا ہی کمرے کو گرم رکھنے کے سامان مہیا کرنے پڑیں گے۔ ماحول گرم ہو تو چار دیواری سے گھیرا ہوا مقفل کمرہ بھی گرم ہونے لگتا ہے اور لازم ہے کہ اس کو ٹھنڈا کرنے کے سامان کئے جائیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں یہ ساری بدیاں ضرور موجود ہوں گی جو ماحول میں پائی جاتی ہیں اور مختلف سمتوں سے راہ پکڑ رہی ہوں گی۔ قرآن کریم نے جو تاریخ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کی پیش فرمائی ہے اور اس میں منافقین کا ذکر فرمایا ہے کمزوریوں کا ذکر فرمایا ہے وہ بھی وہی روح رکھتا ہے جو حضرت نوحؑ کے بیٹے کا ذکر رکھتا ہے یعنی (اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ ناقل) اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے مزکی کے زمانے میں بھی یہ حال تھا، صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جب مزکی آیا کرتے ہیں تو جو لوگ اپنے نفوس کو اس کے حضور تزکیہ کے لئے پیش نہیں کرتے وہ ان مزکیوں کے وجود سے فائدہ نہیں اٹھایا کرتے۔ پس ضروری ہے کہ تم بھی اپنے نفوس کو ایک آنے والے (......) کے حضور تزکیہ کی خاطر اور صفائی کی خاطر پیش کر دو۔ پس اس پہلو سے اگر اُس زمانے میں بھی کمزوریاں اور بدیاں ملتی تھیں تو اِس زمانے میں ہمارا اس قطعی امکان سے آنکھیں بند کر لینا اُس کبوتر کی طرح ہو گا جو بلّی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور اپنے آپ کو خطرے سے محفوظ سمجھتا ہے

مستقل بنیادوں پر بدیوں کے خلاف جہاد کی ضرورت

وہ چند بدیاں جو خصوصیت کے ساتھ اس وقت میرے پیش نظر ہیں ان کا میں ذکر ضروری سمجھتا ہوں اور خصوصیت کے ساتھ پاکستان کی تمام جماعتوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ اُن کو اپنے اصلاحی پروگرام میں پیش نظر رکھیں، اور جیسا کہ میں بار بار یہ ذکر کر چکا ہوں یہ وقت ہے کہ ان بدیوں کے خلاف جہاد کیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس مضمون پر خطبے دیتا ہوں انفرادی طور پر مجھے خطوط ملتے ہیں۔ کچھ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ ذکر کرتے ہیں کہ خدا کے فضل سے ہمیں اس سے فائدہ پہنچا۔ لیکن بعض دفعہ باوجود اس کے کہ جماعتوں کو خاص طور پر متوجہ کیا جاتا ہے کہ آپ باقاعدہ مستقل پروگرام کے مطابق ان بدیوں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کے خلاف جہاد کریں جماعتی رپورٹوں میں کچھ دیر کے بعد وہ ذکر آنا ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی نظام جماعت کا جہاں تک تعلق ہے وہ ہر ملک میں اور ہر شہر میں یکساں اطاعت نہیں کرتا، یکساں تعمیل نہیں کرتا اور رفتہ رفتہ پھر یہ بات آئی گئی ہو جاتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاں ماضی میں ایک بات کہی گئی تھی اب کہاں تک کوئی لے کر اسے آگے بڑھے۔ یہ وہ بدیاں ہیں جن کا میں ذکر کرنے لگا ہوں جو مستقبل سے تعلق رکھ رہی ہیں اور دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ ان کے خلاف جہاد ماضی کا قصہ بن ہی نہیں سکتا تا وقتیکہ ان کی بیخ کنی نہ ہو جائے۔ پس بڑی جہالت ہوگی یہ سوچ لینا کہ جن دنوں میں خطبہ آیا تھا ان دنوں میں ہم نے ان بدیوں کے خلاف جہاد شروع کیا تھا اور تعمیل ہو گئی ہے۔ تعمیل کیسے ہو سکتی ہے اگر بدیاں باقی ہیں۔ جب تک مرض باقی ہے دوا کی ضرورت پڑتی رہے گی۔ اس لئے میں جماعتوں کو یعنی جماعتوں کی انتظامیہ کو متوجہ کرتا ہوں کہ اپنے پروگرام میں ان کو باقاعدہ داخل کریں ایک ایسا منصوبہ بنائیں جس کے نتیجہ میں پھر وہ ان باتوں کو بھول نہ سکیں اور مستقلاً ان میں سے کچھ لوگ نگران رہیں اور اس منصوبے کے نتیجہ میں ایسا جائزہ لینے والا انتظام بھی ہو کہ جو اس کی تعمیل کی کارروائی پر نظر رکھتا رہے۔

سب سے پہلے نیتوں کی اصلاح ضروری ہے

سب سے پہلی بات جو قابلِ توجہ ہے وہ نیتوں کا فساد ہے دنیا میں جتنی بدیاں پھیلتی ہیں وہ نیتوں کے فساد سے پھیلا کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے ایک تو (یقیناً اعمال کے نتائج نیتوں پر منحصر ہیں۔ ناقل) کی مشہور حدیث آپ کے پیش نظر رہنی چاہئے لیکن ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا ...... کہ خبردار انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ لوتھڑا صحیح رہے تو سارا جسم صحیح رہتا ہے اور اگر وہ لوتھڑا بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور فساد کا شکار ہو جاتا ہے ...... خبردار وہ لوتھڑا دل ہے۔ مراد یہ ہے کہ دنیا میں جب بھی بدیاں راہ پاتی ہیں ان کا آغاز دلوں میں مخفی طور پر شروع ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ وہ بدی ایک معین خیال اور پھر ایک عزم کی شکل اختیار کر لیتی ہے، پھر وہ عملی جامہ پہنتی ہے پھر وہ انفرادی بدی رفتہ رفتہ قومی بدی بننے لگتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے نیتوں کی اصلاح ضروری ہے میں نے جہاں تک جائزہ لیا ہے بدقسمتی سے ہماری قوم میں ہر جگہ آغاز ہی سے بدنیتی داخل ہو چکی ہے بچے جو تعلیم پاتے ہیں وہ یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ تعلیم پانے کے بعد ہم یہ بڑے بڑے عہدے حاصل کر کے اُسی طرح امیر بنیں گے اُسی طرح بد دیانتیاں کر کے قومی اموال کو غصب کریں گے جس طرح ہمیں وہ لوگ دکھائی دے رہے ہیں جو بہت اچھے حال میں ہیں جن کا رہن سہن ہمیں متاثر کرتا ہے۔ ان کا طریق یہی ہے کوئی انجینئر ہے، کوئی ڈپٹی کمشنر ہے، کوئی ایس پی ہے، کوئی دنیا کا اور عہدیدار ہے۔ ہر ایک نے اپنی ایک شان بنائی ہوئی ہے۔ وہ شان نئی بڑی ہونے والی نسل کو دکھائی دے رہی ہوتی ہے اس پر وہ اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے اور یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہوتی کہ کس طرح یہ شان بنی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ سارے لوگ اگر دیانتدار بن جائیں، دیانتدارانہ زندگی بسر کریں تو بجائے اس کے کہ یہ قابلِ رشک دکھائی دیں یہ قابلِ رحم دکھائی دینے لگیں اور لوگ حکومت کی نوکری سے خوف کھائیں۔ یہ بھی ایک عذاب ہے۔ اس کی دن رات کی محنت، دن رات کی مصیبت۔

خواہ انجینئر ہو خواہ ایس پی ہو خواہ ڈی سی ہو اس کی بڑی بھاری ذمہ داریاں ہیں اور جو تنخواہ ملتی ہے وہ اتنی کہ بمشکل سفید پوشی کا بھرم رکھا جا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ تو جو کچھ ان کو دکھائی دیتا ہے وہ شان دکھائی دیتی ہے جو جھوٹ پر قائم ہے اور قوم کا ہر بچہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے، اس سے کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہوتی کہ اس شان میں جھوٹ اور فساد شامل ہیں۔

چنانچہ اسی وقت سے اس کی نیت میں یہ بات داخل ہو جاتی ہے۔ ایک انسان تاجر بننے کی سوچ رہا ہے اُس نے تاجروں کی شان و شوکت دیکھی ہے، دن بدن تیزی کے ساتھ روپیہ بڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دیانتداری کے ساتھ اس تیزی سے روپیہ نہیں بڑھا کرتا۔ چنانچہ جب وہ تاجر بننے کی سوچتا ہے تو اس کی نیت میں وہ فساد داخل ہو چکا ہوتا ہے جو بظاہر کامیاب تاجروں کی نیت میں داخل تھا اور جس نے ان کو آناً فاناً ناجائز ذریعہ سے کمائی ہوئی دولت کا مالک بنایا۔ پس اسی طرح آپ جب زندگی کے دوسرے شعبوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہر جگہ آپ کو نیتوں کا فساد دکھائی دیتا ہے بعض لڑکے مخلوط تعلیم کے کالج میں داخل ہوتے ہیں بعض لڑکیاں مخلوط تعلیم کے کالجوں میں داخل ہوتی ہیں وہ اس سے پہلے اگلی نسل کو رنگ رلیاں کرتے ہوئے دیکھ چکے ہوتے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے دل میں مخفی طور پر ایک یہ کیڑا بھی ہوتا ہے کہ ہم بھی اسی طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں گے، اسی طرح آزادانہ میل ملاپ کریں گے، جس معاشرے کی جھلکی سے وہ متاثر ہو چکے ہوتے ہیں وہ ایک بدنیتی کا بیج بن کے ان کے دل میں جگہ لے لیتی ہے۔ اس قسم کی بدنیتیاں عام ہیں۔ ان بدنیتیوں سے روکنے کے لئے تقویٰ کا معیار بلند کرنا ضروری ہے اور لذتوں کے معیار درست کرنے ضروری ہیں۔ یہ بہت ہی محنت کا کام ہے اور بہت ہی تفصیلی توجہ چاہتا ہے۔ ایک عرصے کے بعد جب بچے بڑے ہو جائیں اُس وقت یہ کام بہت مشکل ہو جاتا ہے اسی لئے میں نے بارہا جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ بچہ جب پنگھوڑے میں ہو جب ماں کی گود میں ہو جب آپ اسے گودیوں میں اچھال کر اس سے کھیلتے ہیں جب اسکی معصوم پیاری باتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے ہیں یہ وہ زمانے ہیں جب کہ نیتیں سیدھی کرنے کا وقت ہوا کرتا ہے۔ اُس وقت کی نیتیں سیدھی کی ہوئی ہمیشہ سیدھی رہتی ہیں۔ اُس وقت اخلاقی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ بچپن کا ابتدائی زمانہ یعنی وہ زمانہ جبکہ ابھی اس پر عبادت فرض نہیں ہوئی ہوتی نیتوں کے درست کرنے میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ نماز سے پہلے نیت ضروری ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی کی تعمیر اور اُس کا رُخ ڈھالنے کے لئے بچپن سے اس کی نیت کی درستی ضروری ہے۔ اس کے بعد ہی وہ نماز کے دور میں داخل ہو گا۔ یہاں میں نیت کا مضمون وسیع رنگ میں بیان کر رہا ہوں ایک لمبے عرصہ پر پھیلی ہوئی نیت کا تذکرہ کر رہا ہوں وہ بچہ جس کی نیتیں آپ درست کر دیتے ہیں وہ عبادت کا اہل بن جاتا ہے اور پھر عبادت سے استفادہ کرنے کا اہل بن جاتا ہے۔ وہ بچہ جسکی نیتوں میں فتور شامل ہو جاتا ہے اُس بچے کے متعلق آپ کوئی ضمانت نہیں دے سکتے۔ اور یہاں ماں اور باپ دونوں کے اعمال کا بچے کی نیت پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اسی لئے میں نے بارہا یہ توجہ دلائی ہے کہ ماں باپ اپنے گھر پر جو اثر پیدا کر رہے ہیں اس کے متعلق متنبہ رہیں۔ وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کے بے تکلف جھوٹ ان کے بد دیانتی کے بے تکلف تذکرے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

انکا مذاق مذاق میں ایسے واقعات بیان کرنا جس سے ان کی چالاکیاں ظاہر ہوتی ہوں یا دوسروں کے اموال لوٹنے کے تذکرے ہوں کہ ہوشیاری کے ساتھ ہم نے فلاں کو اس طرح دھوکہ دیا، فلاں کو اس طرح دھوکہ دیا، بعض لوگ گھر میں اس قسم کی باتیں کر کے فخر کر رہے ہوتے ہیں لیکن جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اور جس قسم کی باتیں گھر میں کرنے میں وہ کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے اثرات بچوں کی زندگی پر گہری چھاپ بن کر نقش ہو جایا کرتے ہیں اور بعض اوقات ایسے نقوش اَن مِٹ ہوا کرتے ہیں۔ وہ نقوش ان کی زندگی کو بنانے اور بگاڑنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے تو گھروں کے ماحول کو اس نیت سے صاف اور درست کرنے کی ضرورت ہے کہ ماں باپ یقینی طور پر یہ جان لیں کہ اس معاملے میں وہ خدا کے حضور جواب دہ ہوں گے۔ اگر ان کی بداخلاقیوں کی وجہ سے اولاد کی نیتوں میں فتور پیدا ہو گیا تو پھر ان کی تمام عمر کی بداعمالیوں میں وہ حصہ دار قرار پائیں گے۔ یہی وہ مضمون ہے جو قرآن ..... میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نکاح کے موقع پر تلاوت فرمایا کرتے تھے .... اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو خدا کا خوف کرو ... اور ہر جان اس بات کی نگران رہے کہ وہ کل کیلئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ میں نے بارہا اس پر روشنی ڈالی ہے کہ یہاں کل سے مراد صرف اگلا جہان نہیں وہ کل نہیں جو مرنے کے بعد آئے گا بلکہ وہ کل بھی ہے جو ہماری زندگیوں میں ہماری اولاد کے مستقبل کی صورت میں ظاہر ہو گا اور ہمارے مرنے کے بعد آنے والی نسلوں کے اعمال کی شکل میں ظاہر ہو گا۔ ہماری جن کمزوریوں کا اُس کل سے تعلق ہے اُس کے متعلق خدا تعالیٰ ہمیں متنبہ فرماتا ہے کہ تم ہمارے سامنے جواب دہ ہوگے اور ہم تمہیں آج متنبہ کر رہے ہیں۔ پس اس پہلو سے ایسے پروگراموں کی ضرورت ہے کہ جن کے نتیجہ میں بچوں کو نیتوں میں فتور سے محفوظ رکھا جا سکے یہ ایک لمبا کام ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تفصیلی محنت کا محتاج ہے، حکمت کا محتاج ہے۔ جماعتیں اپنی اپنی توفیق کے مطابق ایسے پروگرام بنائیں کہ خاندانوں کو متنبہ کرنے کی مشینری قائم ہو جائے، ایک ایسا کارخانہ بن جائے جس کے نتیجے میں مستقلاً اس موضوع پر ماں باپ کی تربیت کے سامان پیدا ہوتے رہیں۔ اس کے علاوہ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنات میں نیت کے مضمون کے اوپر مختلف نصیحتوں پر مشتمل تقاریر ہونی چاہیئں۔ اس موضوع پر مقابلے کروائے جا سکتے ہیں کہ نیتوں کا فتور کس طرح قوموں کو ہلاک کیا کرتا ہے اور یہ کہ کس طرح قوموں کی تاریخ سے ہمیں استفادہ کرنا چاہیئے۔ نیز یہ کہ جماعت احمدیہ کیا طریق اختیار کرے جس کے ذریعہ ہماری نسلیں پاک اور صاف اور واضح نیتوں کے ساتھ جوان ہو رہی ہوں۔ یہی پیغام ہے جو میں افریقہ کے دورہ میں افریقہ کو دیتا رہا ہوں۔ ان کو میں بتاتا رہا ہوں کہ آپ کے بچوں کی نیتیں ابھی سے بگڑ چکی ہیں، سارا ماحول اتنا گندا ہو گیا ہے کہ آپ کی تعمیر نو ہو نہیں سکتی جب تک آپ اپنی آئندہ نسلوں کی نیتوں کی درستی کی طرف توجہ نہ کریں۔ اس کے لئے جہاں احمدی سکول ہیں وہاں سکولوں میں ایسے نصاب داخل کئے جا سکتے ہیں اور بالعموم جماعتی نظام کے تابع ایسے اور ذرائع اختیار کئے جا سکتے ہیں کہ جماعت کے سامنے کھول کھول کر آئندہ نسلوں کی نیت کو درست رکھنے سے متعلق تدابیر پیش کی جائیں اور پھر ایسے اقدامات کئے جائیں کہ جن سے افراد کی مدد ہو۔ صرف ماں باپ پر نہ چھوڑا جائے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کریں بلکہ جماعت ان کی مدد کرے اور عملاً ان کو اس قابل بنائے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کر سکیں۔ اس ضمن میں ماں باپ کی تربیت کے اجلاس بلائے جا سکتے ہیں۔ بعض باتیں ایسی ہیں جن کا تعلق گو بچوں سے ہے لیکن براہ راست بچے مخاطب نہیں ہو سکتے۔ ماں باپ کی تربیت کے سکول ہونے چاہیئے۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ قوم میں یہ خرابیاں جڑ پکڑ گئی ہیں اور پھیل رہی ہیں اور ان سے اپنے بچوں کو بچانا ضروری ہے ورنہ اُس کشتی سے باہر چلے جائیں گے۔ جو کشتی اِس زمانے میں مومنین کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے دوبارہ تعمیر فرمائی ہے۔

معاشرہ میں تیزی سے پھیلنے والی بدیاں

نیت کے بعد دوسرا پہلو جو نیت ہی سے پھوٹتا ہے (باقی پہلو بھی جو میں بیان کروں گا وہ سب نیت سے ہی پھوٹ رہے ہیں) وہ ہے کسی کی جان، عزت اور مال سے کھیلنا۔ دن بدن ہمارے معاشرے میں یہ بدیاں پھیل رہی ہیں اور جماعت میں بھی وہ داخل ہو رہی ہیں اس لئے یہ فخر کرنا کہ ہم ان سے بہتر ہیں بالکل غلط طریق ہے اگر ہم بہتر ہیں تو یہ فخر کا نہیں بلکہ شکر کا مقام ہے لیکن اگر ہم اتنے نہیں جتنا ایک الٰہی جماعت کو ہونا چاہیئے تو پھر یہ شرم کی بات بن جاتی ہے۔ بہتر ہونا فخر کا مقام نہیں شکر کا مقام ہے۔ لیکن جتنا بہتر ہونا چاہیئے اگر ہم اتنے بہتر نہیں تو پھر یہ قابل شرم بات ہے۔ ایسی صورت میں ہم اس بات کے اہل نہیں رہتے کہ دوسروں کو بچا سکیں۔ ایک آدمی تیرنا جانتا ہو تو ضروری نہیں کہ وہ کسی ڈوبتے ہوئے کو بچا سکے۔ ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے بہت اچھا تیرنا آنا چاہیئے اور جسم میں اسی نسبت سے طاقت بھی ہونی چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کو دوسروں کے بچانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اگر معاشرے کو سنبھالنا ہے تو جن بدیوں کا میں ذکر کرتا ہوں اُن بدیوں سے جماعت کا کلیتہً اجتناب ضروری ہے اور جماعت کا معیار اس پہلو سے بہت بلند ہونا چاہیئے۔

غیر کے مال پر بدنیتی سے نظر رکھنے کی بیماری

غیر کے مال پر بدنیتی سے نظر رکھنا اور پھر اس کو ہتھیانے سے کوئی پرہیز نہ کرنا ایک ایسی بدی ہے جو کثرت سے تیسری دنیا کے ملکوں میں پھیل گئی ہے۔ مسلمان ہوں یا غیر مسلم یہ ایک ایسی بدی ہے جو عام ہے بدقسمتی سے احمدیوں کے متعلق بھی بعض دفعہ غیر (از جماعت ناقل) یہ شکایت کرتے ہیں کہ فلاں شخص پر ہم نے اعتماد کیا اور اس وجہ سے کیا کہ وہ احمدی تھا یہ توقع رکھ کر اُس کے سپرد امانت کی کہ چونکہ یہ احمدی ہے اس لئے امانت میں خیانت نہیں کرے گا لیکن وہ سارا روپیہ کھا گیا ہے بعض دفعہ ایسی شکایت میں مبالغہ بھی نظر آیا لیکن بعض دفعہ سچائی بھی نظر آئی۔ ایک موقعہ پر ایک ملک کے غیر مسلم نے مجھے خط لکھا کہ فلاں صاحب احمدی تھے اور میں احمدیوں کی بڑی عزت کرتا ہوں اگرچہ میں مسلمان بھی نہیں میرا عمومی تجربہ یہ ہے کہ احمدی دیانتدار ہوتے ہیں لیکن اس ظالم شخص پر میں اعتماد کر بیٹھا۔ نہ اس نے میرے احسان کا خیال کیا نہ اپنی احمدیت کا خیال کیا اور بڑی بے شرمی کے ساتھ میرا روپیہ ہضم کر گیا۔ جب میں نے تحقیق کروائی تو بات درست تھی اس کے متعلق جو کارروائی ہو سکتی تھی وہ کی گئی۔ مگر جب غیر کی طرف سے طعنہ آتا ہے تو بہت ہی شدید تکلیف پہنچتی ہے، اس لئے جماعت احمدیہ کو دوسرے کے اموال دوسرے کی عزت اور دوسرے کی جان کا احترام سکھانا ضروری ہے۔ اس پہلو سے مجھے ڈر ہے کہ بہت سی کمزوریاں ہمارے اندر داخل ہو چکی ہیں۔ اور بعض جگہ اس قسم کے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

برائی کے اڈے بن چکے ہیں جو آگے پھر برائیوں کو پھیلانے کے لئے منظم طریق پر کارروائیاں کرتے ہیں۔ بعض لوگ شاید یہ خیال کریں کہ اس دور میں جماعت کی برائیوں کا اس طرح تذکرہ کرنا ہمارے لئے خفّت کا موجب ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ برائیاں خفّت کا موجب ہیں لیکن ان کی اصلاح کے لئے جہاں تک ان کا ذکر ضروری ہے وہ ذکر کرنا خفّت کا موجب نہیں بلکہ تقویٰ اور سچائی کی علامت ہے۔ اس لئے ایسے ذکر سے میں نہیں رُک سکتا جس کے نتیجے میں اصلاح مقصود ہے اور جس کے بغیر اصلاح ممکن نہیں۔ اس لئے مجبوراً مجھے کھل کر یہ باتیں آپ کے سامنے رکھنا ہیں۔

مال کے متعلق میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے بارہا آپ سے کہا ہے کہ ایسے لوگ جو آپ کو ایسے لالچ دیتے ہیں جو عام دنیاوی دستور کے مطابق معقول بات نہیں ہوتی یعنی آپ سے یہ کہتے ہیں کہ یہ روپیہ بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ جائے گا اور بہت جلدی تم امیر بن جاؤ گے اس لئے یہ روپیہ ہمیں دو، آپ یقین جانیں کہ وہ بد دیانت لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہمیشہ یہ شرط ہوتی ہے کہ روپیہ ہمارے سپرد کرو۔ اور ایسا لالچ دیتے ہیں کہ جس میں شروع میں بظاہر آپ کے پاس روپیہ رہتا ہے لیکن کچھ دیر کے بعد رفتہ رفتہ اعتماد قائم ہو کر روپے کا کنٹرول دوسری طرف انتقال کر جاتا ہے اور انتقال ان معنوں میں بھی کر جاتا ہے کہ آپ کی طرف سے روپیہ مر جاتا ہے تو یہ لوگ ایسے ہیں جن سے جماعت کو متنبہ رہنا چاہیئے۔ ایسے معاملات میں بھی نیتوں کا فتور ہی ہے جو ان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ آپ روپے کے لالچ میں مغلوب ہو جاتے ہیں۔ جو لالچ وہ دیتے ہیں اس کے متعلق خود آپ کا نفس اندرونی طور پر گواہی دیتا ہے کہ یہ درست بات نہیں ہے اور یہ کہ ایسا ہونا نہیں چاہیئے اس کے باوجود آپ دھوکا میں آجاتے ہیں۔ چنانچہ اکثر دھوکہ دینے والے اسی قسم کے سبز باغ دکھا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور دھوکہ دینے والے جس کو دھوکہ دیتے ہیں وہ جب تک اپنے نفس کو دھوکہ نہ دے وہ دھوکے کا شکار نہیں ہو سکتا یہ ایک باریک نفسیاتی نکتہ ہے جسے آپ کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ اگر آپ کا نفس خود آپ کو دھوکہ دینے کا اہل نہیں ہے اور آپ اسے مغلوب کر چکے ہیں اور اپنے نفس کے دھوکے میں خود نہیں آتے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کا کوئی دھوکے باز آپ کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ نقصان بعض دفعہ مومن بھی اٹھا لیتے ہیں لیکن اس کی اور وجوہات ہیں۔ اس وقت اُس کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں مگر ہمیشہ وہی لوگ دھوکہ کھاتے ہیں جو خود اپنے نفس کو دھوکہ دینے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے اموال کے معاملے میں اپنے نفسوں کو صاف کریں اور اپنی نیتوں کو صاف کریں اور کسی لالچ کا شکار نہ ہوں۔ اگر آپ کسی لالچ کا شکار نہیں ہوں گے تو دوسرا قدم یہ ہوگا کہ آپ آئندہ دوسروں کو بھی دھوکہ نہیں دیں گے۔

اس لئے جماعت کی اصلاح کے لئے صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ دوسروں کو دھوکہ نہ دو۔ بات یہاں سے شروع ہونی چاہیئے کہ اپنے آپ کو دھوکہ نہ دو۔ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ نیتوں کی صفائی بہت ضروری ہے لیکن باریک نظر سے اس کی صفائی ضروری ہے ایسے مضامین کھول کھول کر جماعت کے سامنے رکھنے چاہئیں کہ جب بھی تمہارے سامنے کچھ ایسے اقتصادی معاملات ہوں جن میں ایک دم روپیہ بڑھانے کی دعوت تمہارے سامنے آئے اُس وقت اپنے نفس کو ٹٹولا کرو اور آنکھیں بند نہ کیا کرو۔ آنکھیں بند کرنے کا مضمون یہاں واقعتہً اطلاق پاتا ہے کیونکہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے بڑے بڑے سمجھدار لوگ بھی بعض دفعہ دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی سمجھ سے ان کے نفس کا لالچ زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ اُن کے سامنے ایک آدمی ایک ایسی پیشکش کرتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر آج میں ایک ہزار روپیہ اس کے سپرد کر دوں یا فلاں کام میں لگا دوں تو کل یہ دس ہزار روپیہ ہو جائے گا۔ عقل اگر لالچ سے قوی ہو تو وہ کہے گا کہ ہاں ہو تو سکتا ہے اور بعض صورتوں میں بڑھ جایا کرتا ہے لیکن چونکہ یہ غیر معمولی بات ہے اس لئے میں پوری چھان بین کروں گا، ایسی صورت میں چونکہ خطرہ بھی ہے کہ میرا روپیہ ضائع ہو جائے اس لئے میں پہلے ہر احتمال کا دروازہ بند کر دوں گا اور پھر فیصلہ کروں گا۔ جب وہ اس قسم کی بات کرتا ہے تو وہ دیکھے گا کہ ہمیشہ دھوکے باز بعد میں اس کو یہ کہے گا کہ جلدی ہے بہت جلدی ہے وقت ہاتھ سے نکل رہا ہے فیصلہ کرنا ہے تو بس آج کرو ورنہ پھر نہ میرے پاس آنا۔ اُس وقت پھر عقل کی اور دل کے لالچ کی لڑائی ہو جاتی ہے۔ دل کا لالچ کہتا ہے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے گا موقع کو ضائع نہ کرو۔ یہ جو آنے والا پیسہ ہے اس کو یقینی بنالو۔ اور عقل کہتی ہے کہ افراتفری میں ایسے کام نہیں کرنے چاہئیں جب تک پوری احتیاط نہ ہو اس وقت تک ہمیں اپنے اموال کو داؤ پہ نہیں لگانا چاہیئے۔ یہ عقل کا اندرونی پیغام ہے اُس وقت جب انسان فیصلہ کرتا ہے کہ ہاں مجھے روپیہ دے دینا چاہیئے تو دراصل وہ یہ فیصلہ کر رہا ہوتا ہے کہ یہ ایک جوا ہے اس کا نفس ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی دے دیتا ہے کہ عام حالات میں یہ چیز ممکن نہیں۔ اگر اس کا نفس یہ فیصلہ دیتا کہ عام حالات میں ممکن ہے تو اس کا جواب یہ ہوتا کہ پھر جلدی کیا ہے اگر عام حالات میں ممکن ہے تو آج جس طرح ممکن ہے کل بھی ممکن ہوگا۔ اِس شخص کے ذریعہ ممکن ہے تو دوسرے شخص کے ذریعہ بھی ممکن ہے۔ اس لئے دراصل اُس وقت وہ یہ فیصلہ کر رہا ہوتا ہے کہ یہ عام حالات میں ممکن نہیں ہے اس کے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ جہاں تک خطرے کا تعلق ہے میں جانتا ہوں لیکن یہ ایک جوا ہے اس لئے کیوں نہ اس وقت جوا کھیل جاؤں اس سے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی کسی حرمت کو توڑے بغیر وہ اپنا نقصان نہیں کر سکتا، یہ ہے نفس کے دھوکے کا مضمون۔

قرآن کریم نے جو حرمتیں قائم فرمائی ہیں وہ آپ کی حفاظت کے لئے قائم فرمائی ہیں اور اگر آپ ان حرمتوں کو نہ توڑیں اور ان کے خلاف اپنے نفسوں کو بغاوت نہ کرنے دیں تو آپ مقامِ محفوظ میں ہیں پھر کوئی دشمن آپ پر حملہ نہیں کر سکتا۔

اموال سے تعلق رکھنے والی بیماریاں اور ان کے شاخسانے

اموال کی یہ وہ بیماریاں ہیں جو اکٹھی چلنے والی ہیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے کہ جہاں بد دیانتیاں عام ہوں وہاں قمار بازی کا رجحان بھی بڑھ جاتا ہے اور جوئے کے اڈے بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ساری بیماریاں جو اموال سے تعلق رکھتی ہیں یہ ہاتھ میں ہاتھ دے کر اکٹھی چلتی ہیں چنانچہ جہاں تک میرا جائزہ ہے قادیان میں بھی ربوہ میں بھی اور پاکستان کے اور شہروں میں بھی وقتاً فوقتاً قمار بازی کے رجحان پیدا ہوئے ہیں اور جماعت نے ان کے خلاف جدوجہد کی ہے جب ہم نظر بند کر لیتے ہیں یا جماعتی انتظام ان باتوں کو نظر انداز کرنا شروع کر دیتا ہے تو یہ پھر پھیلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ربوہ میں وہ لوگ میرے علم میں ہیں جو ایسے رجحان پیدا کرتے ہیں اور جن کے گھر ایسے اڈے بنتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ جی ہم تو وقت گزارنے کے لئے تاش کھیل رہے ہیں۔ وہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جھوٹ بولتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہ تاش نہیں کھیل رہے ہوتے، تاش کے ساتھ پیسے لگے ہوئے ہوتے ہیں اور دور دور سے کہیں سرگودہا سے کسی چک سے کسی اور مقام سے ان کے خاص لوگ جو ان اڈوں پہ آنے کے عادی ہیں وہاں پہنچتے ہیں اور جب نظام ان سے پوچھتا ہے تو کہتے ہیں جی یہ تو ہم نے مشغلہ لگایا ہوا ہے اور کیا کریں۔ یہ جھوٹ ہے واقعہ یہ ہے کہ قمار بازی پھر آگے پھیلتی ہے پھر نوجوان نسلیں تباہ ہوتی ہیں اور قمار بازی کے ساتھ چوری کا پیدا ہونا بھی ایک لازمی بات ہے، دوسرے کو دھوکہ دینا بھی اس کے نتیجے میں از خود پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قمار بازی اور دوسرے کے مال کی حرمت کا اٹھ جانا ان دونوں بدیوں کا ہمیشہ سے چولی دامن کا ساتھ ہے یہ بُرے افعال ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔ پس ایسے اڈے اور جگہ بھی ہوں گے یہ بنتے بھی ہیں اور ٹوٹ بھی جاتے ہیں لیکن جب یہ اڈے بنتے ہوئے ہوں اور عام دستور کے رنگ میں بن رہے ہوں اور نظام جماعت یا معاشرہ ان کے خلاف ردِّ عمل نہ دکھائے تو پھر یہ خطرناک اور مہلک ہو جاتے ہیں ورنہ کسی نہ کسی رنگ میں کہیں تھوڑے اور کہیں زیادہ یہ معاشرے میں چلنے والی چیزیں ہیں، یہ کہنا کہ معاشرہ ان سے کلیتہً پاک ہو چکا ہے یہ جھوٹ ہے۔ جو معاشرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بعض بیماریوں سے کلیتہً پاک نہیں ہوا وہ معاشرہ دنیا میں کبھی کسی زمانے میں بھی ان بیماریوں سے کلیتہً پاک نہیں ہو سکتا۔ اس بنیادی اصول کو پیشِ نظر رکھیں۔ اس اصول کو پیشِ نظر رکھ کر دو قسم کے ردِّ عمل پیدا ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جی یہ ہوتا آیا ہے یہ چیزیں چلتی ہیں اس لئے کیا فرق پڑتا ہے ہونے دو۔ یہ ردِّ عمل ہے جو ہلاکت کا ردِّ عمل ہے۔ میں اس غرض سے آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ غافل نہ ہوں اگر یہ چیزیں آپ کو ظاہری نظر سے دکھائی نہ بھی دے رہی ہوں تو یہ نہ سمجھیں کہ موجود نہیں ہیں اس لئے نگرانی کی نظر کو سونے نہ دیں۔ جو ادارے نگرانی پر مقرر ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں پر نگاہ رکھیں۔ ان بیماریوں نے کسی نہ کسی شکل میں ہر معاشرے میں موجود رہنا ہے یا کم ہوں گی یا زیادہ ہونگی۔

جسمانی اور روحانی بیماریوں کا اندرونی دفاعی نظام

یہی حال دنیا کی بیماریوں کا ہے

جو انسانی اجسام سے تعلق رکھتی ہیں یہ تو روحانی بیماریاں ہیں اجسام کی بیماریاں بھی اسی طرح ہوتی ہیں ہر انسان میں کچھ نہ کچھ بیماریوں کے کیڑے ہر وقت موجود ہیں۔ اگر جسم صالح ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ بیماریاں موجود ہیں تو وہ ان کے خلاف نگران رہتا ہے۔ جہاں جسم میں فساد پیدا ہو اور جہاں یہ بیماریاں جسم کی نظر سے اوجھل ہو جائیں وہاں یہ بیماریاں قبضہ کر جاتی ہیں۔ میں جو جسم کی نظر کہہ رہا ہوں تو یہ کوئی ایک فرضی بات نہیں ہے واقعتہً اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو ایک نظر عطا کی ہوئی ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کا تتبع کرتی ہے اور ہر وقت نگران رہتی ہے۔ ہر وقت سرچ لائٹ SEARCH LIGHT کی طرح دیکھتی رہتی ہے کہ کہاں کون سی بیماری کس حد تک موجود ہے اور پھر اس کے دفاع کے لئے وہ جسم کے متعلقہ حصوں کو متنبہ کرتی رہتی ہے۔ چنانچہ انسان کے خون کے اندر جو دفاعی نظام ہے اس کو ——— IMMUNE SYSTEM کہتے ہیں اس کا اگرچہ ہمارے شعور اور بیماری کے دفاع سے کوئی تعلق نہیں ہے اُس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ دماغ کو معلوم ہے یا نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے لیکن اندرونی طور پر خدا نے وہاں ایک نظر کا انتظام فرمایا ہے ایک نگرانی کا انتظام فرمایا ہے جسم کے کچھ بظاہر بے شعور حصے یا خلیئے ہر وقت خون کے ذرّوں کے ساتھ دورہ کرتے ہیں اور یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ کہاں کون سی بیماری کس حد تک پائی جاتی ہے۔ بعض بیماریوں کے خلاف وہ اس طرح ردِّ عمل کرنے کا آرڈر دیتے ہیں یعنی ان حصوں کو اطلاع دیتے ہیں جو اس بات پر نگران ہیں کہ یہ بیماری اس نوعیت کی ہے کہ اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے اور اس کے ارد گرد ایک خول چڑھا دیا جائے تاکہ اس کا صحت مند جسم سے تعلق ٹوٹ جائے۔ چنانچہ جس کو ہم عام جماعتی اصطلاح میں مقاطعہ کہتے ہیں وہ جسمانی اصطلاح میں CYST کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی بعض بیماریوں پر خول چڑھ جاتے ہیں اور ان خولوں کے اندر اس کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کا باقی جسم سے بائیکاٹ ہو جائے۔ اس کے بعد اُس کو وہاں رہنے دیا جاتا ہے پھر اس سے کوئی خطرہ نہیں جسم کا ایک اور نظام یہ ہے کہ بعض بیماریوں کے متعلق وہ ذرے جو نگران ہیں یہ پیغام بھیجتے ہیں کہ ان کی شکل ایسی ہے کہ یہ قید نہیں رہ سکتیں انہوں نے ضرور فتور پھیلانا ہے اس لئے علاج یہ ہے کہ ان کو جسم سے باہر نکال کر پھینک دیا جائے چنانچہ آپ جس کو اخراج از جماعت کہتے ہیں وہ جسمانی لحاظ سے یہ شکل رکھتا ہے۔ ہم کوئی بھی ایسا نظام نہیں رکھتے جس کی مثال خدا تعالیٰ کے نظام قدرت میں موجود نہ ہو۔ اب آپ کے جسم کو یعنی ہمارے جسم کو جب بھی کوئی چوٹ لگتی ہے یا کسی قسم کے جراثیم اس میں داخل ہو جاتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہاں پہلے سرخی آتی ہے پھر سرخی کے بعد ابھار سا اُٹھتا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ پھوڑا بن رہا ہے اور پھر اگر جسم صحت مند ہو تو پھوڑے میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں پہلے بڑی تکلیف ہوتی ہے کسک ہوتی ہے اس تکلیف کے بعد پھر اس کے اِردگِرد سفیدی سی آنے لگتی ہے جس کو ہم پیپ کہتے ہیں پھر وہ پک جاتا ہے پھر وہ پیپ جسم سے باہر نکلتی ہے اور آپ کو ایک سکون آجاتا ہے بخار ختم ہو جاتا ہے یہ وہ نظام ہے جو جسم کی حفاظت کے لئے اندرونی طور پہ کیا جا رہا ہے اور ہر زندہ وجود میں موجود ہے تاہم CONSCIOUS دماغ سے یعنی باشعور سوچ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے اس پر نگران موجود ہیں وہ کس نظر سے دیکھ رہے ہیں ہم نہیں جانتے لیکن سائنسدان اس بات کو جان چکے ہیں اور اس کی خوب پڑتال کر چکے ہیں کہ دیکھنے والے یعنی باخبر رہنے والے ایسے ذرّے موجود ہیں جن کا نہ کوئی دماغ ہے نہ ان کے اندر کوئی نروس سسٹم ہے لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے اندر کچھ ایسا پیغام چھپا ہوا موجود ہے جس کے ذریعہ ان کو یہ طاقت ہے کہ وہ دیکھتے رہیں نگرانی کرتے رہیں اور پیغام بھیجتے رہیں۔ وہ ذرّے بالکل صحیح پیغام بھیجتے ہیں۔

جسم کے اندرونی دفاعی نظام میں نظام جماعت کے لئے سبق

اس پر اگر آپ غور کریں تو اس میں ہمارے نظامِ جماعت کے لئے بہت سی نصیحتیں ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ ان باتوں کی خبر رکھنا ضروری ہے جسم کے جن حصوں میں بیماری داخل ہو جائے اور جسم کو اس کی خبر نہ ہو وہاں جسم کا کوئی ردِّ عمل نہیں ہوتا اس لئے جہاں جہاں نظامِ جماعت خبر گیری سے غافل ہو جاتا ہے وہاں یہ بیماریاں پنپنے لگتی ہیں۔ چنانچہ افسوس کی بات یہ ہے کہ مجھے اس نظام کے ذریعہ پتہ چلتا ہے جو خدا تعالیٰ نے خلافت کی حفاظت کے لئے از خود جاری فرما دیا ہے۔ ہر احمدی جہاں کوئی غلط بات دیکھتا ہے مجھے خط لکھ دیتا ہے اس لئے میں باخبر تو رہتا ہوں لیکن نظام کا جو حصہ اس بات پر مامور تھا کہ ان باتوں کی خبر رکھے اور مجھے مطلع رکھے وہ غافل ہے۔ بسا اوقات یہ اطلاعیں انفرادی خطوط کے ذریعہ مجھے ملتی ہیں جماعتی اطلاعوں میں یہ شامل نہیں ہوتیں۔ میں نے اس

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سے پہلے بھی جماعتوں کو نصیحت کی تھی کہ سچائی میں عزت ہے، اگر اس خیال سے آپ یہ خبریں نہیں دیتے کہ آپ کی بدنامی نہ ہو یا مجھ پر بُرا اثر نہ پڑے کہ جماعت لاہور یا جماعت ربوہ یا جماعت کراچی میں یہ یہ کمزوریاں پائی جاتی ہیں تو یہ آپ اپنی جان پہ ظلم کر رہے ہیں اور جماعت پر ظلم کر رہے ہیں۔ ساری زندگی کا راز سچائی ہے۔ آپ باخبر رہیں اور مجھے مطلع رکھیں تکلیف آپ کو بھی پہنچتی ہے اور مجھے بھی پہنچتی ہے۔ لیکن یہ تکلیف ہماری بقاء کے لئے ضروری ہے، اس بات کو آپ نہ بھولیں۔ اگر آپ مجھے اس لئے نہیں بتاتے کہ مجھے تکلیف نہ ہو پہلی نیت کی نسبت یہ بہتر ہے، لیکن درست یہ بھی نہیں۔ خدا نے جو تکلیف میرا مقدر بنائی ہے، جو میری ذمہ داری ہے اُس سے آپ مجھے کس طرح بچا سکتے ہیں۔ اگر آپ نہیں بتائیں گے تو دوسرے بتائیں گے۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی آپ کے سامنے نقشہ کھینچا ہے ایک پھوڑا بننے کا، وہاں خاص طور پہ اس بات کا ذکر کیا تھا کہ بڑی تکلیف ہوتی ہے اور تکلیف ہی حفاظت کا انتظام کرتی ہے۔ اگر بیماری سے تکلیف نہ ہو تو وہ ذرّات جن کا کام ہے بیماری کا مقابلہ کرنا وہ حرکت میں ہی نہیں آتے، بعض دفعہ تکلیف کے نتیجہ میں ہی ان کو اطلاع ملتی ہے اور بعض دفعہ جب وہ حرکت میں آتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں قدرتاً تکلیف پہنچتی ہے اور یہ تکلیف صحت کا ایک لازمہ ہے۔

ایک غیر مبدّل قانونِ قدرت

بعض لوگ کہتے ہیں جی خدا تعالیٰ نے اتنی بیماریاں بنا دیں اس نے انسان کو یہ مصیبتیں ڈالی ہیں اُن بیوقوفوں کو یہ نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے لئے یہ تکلیفیں رکھی ہیں (عُسر اور یُسر میں ساتھ رہنے۔ ناقل) کا جو عظیم الشان مضمون بیان ہوا ہے اس کا یہاں بھی اطلاق ہوتا ہے۔ ہر آسانی سے پہلے کسی تکلیف میں سے گزرنا ضروری ہے یہ ایک ایسا قانونِ قدرت ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی وہ لوگ جو بغیر تکلیف کے انتظار کرتے رہتے ہیں کہ ہماری تقدیریں بدل جائیں گی ہم عظیم الشان مرتبوں کو حاصل کر لیں گے وہ جاہلوں کی خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔ حقیقت کی دنیا میں نہیں رہتے۔ قانونِ قدرت جو خدا نے بنایا ہے اُس میں کوئی تبدیلی آپ نہیں دیکھیں گے اس لئے وہ معاشرہ جو حساس ہے اور جو تکلیف محسوس کرتا ہے وہ بیماریوں کو دور کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔ جہاں تکلیف اُٹھ جائے وہ معاشرہ اس بات کا اہل ہی نہیں ہے کہ وہ بیماریاں دور کر سکے۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ آپ اس مضمون کو سمجھ کر مجھے یہ تکلیف پہنچائیں تاکہ میرے دل میں ردِّ عمل پیدا ہو اور میں اس کے لئے کوشش کروں بلکہ یہ نظر رکھیں کہ معاشرہ تکلیف محسوس کر رہا ہے یا نہیں کر رہا۔ فالج زدہ جسم اور غیر فالج زدہ جسم میں یہ ایک فرق ہے۔ مفلوج حصے تکلیف محسوس نہیں کرتے، تو کیا وہ شخص جو مفلوج ہو گیا ہے وہ اس بات پر خوش ہو گا کہ مجھے اب درد کبھی نہیں ہو گی۔ جب وہ صحت مند تھا ہو سکتا ہے وہ خدا پر اعتراض کیا کرتا ہو کہ عجیب تقدیر ہے کہ مصیبت پڑی ہوئی ہے فلاں جگہ دکھ اور فلاں جگہ مصیبت۔ یہ بچے روتے ہیں بلبلاتے ہیں ان کا کیا قصور ہے وہ اس نظام کو سمجھتا نہیں کہ اسی میں اس کی زندگی کی حفاظت ہے۔ اور جب اس کا جسم مفلوج ہو جاتا ہے تو پھر وہ روتا ہے کہ کاش مجھے تکلیف پہنچے وہ سوئیاں چبھوتا ہے چٹکیاں کاٹتا ہے اپنے جسم کو ملتا ہے مروڑتا ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا مجھے تکلیف پہنچتی ہے یا نہیں اور جب اس کو تکلیف ہونا شروع ہو تو پھر اس کی جان میں جان آتی ہے۔ تو یہ تکلیف حفاظت کی خاطر ہے۔ اگر ہماری جماعتوں میں بدی کو دیکھنے کے بعد تکلیف ہونا بند ہو جائے تو آپ یقین سمجھیں کہ یہ فالج زدہ جماعتیں ہیں اور وہ معاشرہ مفلوج ہو رہا ہے اس کی فکر کرنی چاہیئے اس لئے میں اس مضمون کا بقیہ (اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ ناقل) آئندہ بیان کروں گا کیونکہ یہ ایک لمبا مضمون ہے اگلے خطبے میں بھی جاری رہے گا۔ اس وقت میں آپ کو بنیادی باتیں بتانا چاہتا ہوں کہ جن برائیوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان برائیوں سے مقابلہ کے لئے پہلے نیتوں کا درست کرنا ضروری ہے جس کے متعلق میں ذکر کر چکا ہوں۔ پھر اپنے احساس اور شعور اور نگرانی کے نظام کی حفاظت ضروری ہے اور یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ہمیں تکلیف پہنچ رہی ہے یا نہیں۔ اگر تکلیف پہنچ رہی ہے تو (اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو۔ ناقل) اسی تکلیف سے زندگی پیدا ہو گی اور اگر خدانخواستہ تکلیف ہونا بند ہو گئی ہے تو پھر اس سے زیادہ فکر کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق بخشے جو ہم پہ نہ صرف اپنی اصلاح کی بلکہ غیروں کی اصلاح کی بھی عائد کی گئی ہے۔

مرتبہ

(س۔ ط۔ م)

راحتِ جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت ۱۴/-

شربت صدر
نزلہ و زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت ۶/-

تریاق معدہ
خرابیٔ ہاضمہ کا مؤثر علاج
قیمت ۱۴/-

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت ۱۵/-

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت ۵/-

اکسیر پائیوریا
خون اور پیپ کو روکتا ہے
قیمت ۱۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس نمبر ۶۰
فون: ۶۳۴

تفصیلی لٹریچر مفت
• اکسیرِ اپھارہ
• اکسیرِ دودھ
• اکسیرِ کتار
• تریاقِ زہرباد
• اکسیر سرکن • اکسیرِ واہ
و دیگر اکسیرات حیوانات کے نرخ
فی پیکٹ ۳/- درجن ۲۷/- گرس ۳۰۲/- بونس علاوہ
کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: سیلز آفس ۱۷۷، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

فون ۹۰۵
خارش خشک ہو یا تر صرف تین یوم میں آرام
نصرت دواخانہ بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ

نئے سال کے آغاز کے
موقعہ پر ہم احباب کرام کی خدمت میں
محبت بھرے سلام کا تحفہ پیش کرتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو نیا سال
مبارک کرے۔
چوہدری عبدالرشید ۲۱۸-جے ڈیفنس سوسائٹی
لاہور کینٹ
فون ۸۹۰۳۱۳
۸۹۱۰۱۱

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس)
ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں
خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینیجر: مشہور دواخانہ
نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم (مجید بلاک)
(حکومت پنجاب سے منظور شدہ)
کی خرید کیلئے
احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ
ربوہ میں تشریف لائیں
اسکے علاوہ ادارہ احمد اسٹیٹس
کا ربوہ میں پہلا اقساط والا منصوبہ
نصرت آباد فیز II منظوری کے آخری مراحل میں
نیز زرعی و سکنی جائیداد کی خرید و فروخت
کیلئے ربوہ کا سب سے پہلا اور با اعتماد ادارہ
فون دفتر: ۵۳۵ فون گھر: ۴۳۶